45042 ـ بيع تورق كا حكم

سوال

ان آخرى ايام ميں (بنك الاهلى التجارى) نيشنل تجارتى بنك نے سامان قسطوں ميں فروخت كرنا شروع كيا ہے، اور پھر خريدار اسے كسى تيسرے فريق كو نقد فروخت كر سكتا ہے، تو كيا يہ طريقہ صحيح ہے يا نہيں ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

يہ طريقہ علماء كے ہاں " التورق " كے نام سے جانا جاتا ہے، جو كہ ورق يعنى چاندى سے ماخوذ ہے، كيونكہ جس نے سامان خريدا ہے وہ صرف پيسے اور رقم بنانے كے ليے سامان خريد رہا ہے.

علماء كرام كا اس قسم كے لين دين ميں اختلاف پايا جاتا ہے.

اور جمہور علماء كرام اسے مباح قرار ديتے ہيں كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا عمومى فرمان ہے:

اور اللہ تعالى نے خريد و فروخت كو حلال كيا ہے .

اور اس ليے بھى كہ اس ميں سود كى صورت اور مقصد ظاہر نہيں ہوتا " انتہى مختصرا.

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (14 / 148).

اور اس ليے بھى كہ خريدار سامان اس ليے خريد رہا ہے تا كہ اس سے فائده حاصل كرے يا تو وہ بعنيہ اس چيز سے فائده حاصل كرےگا، يا پھر اس كى قيمت سے.

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام اور شيخ ابن باز رحمہ اللہ نے يہى اختيار كيا ہے.

فتوى كميٹى كے فتاوى جات ميں ہے:

" رہا تورق كا مسئلہ تو اس ميں اختلاف ہے، اور صحيح يہى ہے كہ يہ (تجارت) جائز ہے " انتہى.

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (13 / 161).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اور تورق کا مسئلہ سود میں شامل نہیں ہوتا، صحیح یہی ہے عمومی دلائل کی رو سے یہ حلال ہے، اور اس لیے بھی کہ اس میں موجودہ ضرورت پوری کرنا، اور آسانی و مشکل سے چھٹکارا ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسی شخص کو فروخت کرے جس سے وہ چیز خریدی ہے تو یہ جائز نہیں، بلکہ یہ سودی معاملات میں شامل ہوگی، اور اسے مسئلہ العینۃ کے نام سے موسوم کیا جائیگا، جو کہ حرام ہے، کیونکہ یہ سودی معاملات کا ایك حیلہ ہے" انتہی کمی و بیشی کے ساتھ.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (19 / 245).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس لین دین کو حرام کہتے ہیں.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (5 / 392).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس میں توسط اختیار کرتے ہوئے کچھ معین شروط کے ساتھ اسے جائز قرار دیا ہے.

شیخ رحمہ اللہ " رسالۃ المداینۃ " میں کہتے ہیں:

" پانچویں قسم: ـ یعنی قرض کی اقسام میں سے ـ :

وہ یہ کہ اسے رقم اور مبلغ کی ضرورت ہے اور اسے قرض دینے والا کوئی شخص نہیں تو وہ کوئی چیز ادھار خرید کر پھر اسے کسی اور شخص کو فروخت کر دے جس سے خریدا ہے اسے فروخت نہ کرے، تو یہ مسئلہ تورق کہلاتا ہے.

اس کے جواز میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے، بعض تو اسے جائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ آدمی کوئی چیز خریدتا ہے تو اس کا مقصد یا تو بعینہ وہ چیز اور سامان ہوتا ہے، یا پھر اس کا کوئی عوض، اور یہ دونوں مقصد صحیح ہیں.

اور بعض علماء کرام کہتے ہیں یہ جائز نہیں؛ کیونکہ اس سے پیسے حاصل کرنا مقصد ہے، اور یہ سامان تو ان کے مابین بطور حیلہ داخل ہوا ہے اور ان وسائل کے ساتھ جن سے خرابی کا حصول دور نہ ہوتا ہو کسی حرام چیز کو حلال کرنا کوئی فائدہ نہیں دیگا.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اعمال کا دارومدار تو نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کر رکھی ہو "

مسئلہ تورق کو حرام کہنے والا قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے.

بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے تو ابو داود کی روایت میں اسے العینہ یعنی سود میں شامل کیا ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تہذیب السنن میں نقل کیا ہے.

دیکھیں: تہذیب السنن لابن قیم (5 / 80).

لیکن آج کے دور میں لوگوں کی ضرورت، اور قرض دینے والوں کی کمی کے پیش نظر کچھ شروط کے ساتھ اسے جائز کہنا ضروری ہے:

1 ـ اسے پیسوں کی ضرورت ہو، اور اگر وہ رقم کا محتاج نہیں تو پھر جائز نہیں ہوگا، مثلا کوئی شخص کسی دوسرے کو قرض دینے کے لیے یہ طریقہ اختیار کرے.

2 ـ کسی اور مباح طریقہ سے اس کے لیے مال حاصل کرنا ممکن نہ ہو مثلا قرض کے ذریعہ، اور اگر کسی اور طریقہ سے اس کے لیے مال حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کے لیے یہ طریقہ (یعنی تورق) اختیار کرنا جائز نہیں کیونکہ اسے اس کی ضرورت نہیں ہے.

3 ـ معاہدہ کسی ایسی چیز پر مشتمل نہ ہو جو سود کے مشابہ ہو، مثلا وہ یہ کہے: میں نے تجھے یہ دس گیارہ میں فروخت کیے، یا اس طرح کی کلام، اگر وہ اس پر مشتمل ہو یا تو یہ مکروہ ہو گا یا پھر حرام، امام احمد سے منقول ہے کہ انہوں اس طرح کے مسئلہ میں فرمایا: گویا کہ یہ دراہم کے بدلے دراہم ہیں، یہ صحیح نہیں، یہ امام احمد کی کلام ہے.

تو اس بنا پر صحیح طریقہ یہ ہے کہ دینے والا سامان کی قیمت اور اس کے نفع کی مقدار معلوم کرے اور پھر لینے والے کو کہے میں نے تجھے ایک سال تک اتنے میں دیا.

4 ـ ادھار لینے والا اسے اپنے قبضہ میں کرنے اور اپنے پاس لے جانے سے پہلے اس چیز کو فروخت نہ کرے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو سامان اپنی دوکانوں اور اپنی جگہوں پر لے جانے سے قبل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے.

جب یہ چار شرطیں پوری ہو جائیں تو پھر مسئلہ تورق کے جائز ہونے کا قول کہا جا سکتا ہے، تا کہ لوگوں کو تنگی نہ ہو.

لیکن یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ادھار لینے والے ادھار دینے والے کو یہ سامان اور چیز فروخت کرنے والے کو کسی بھی حالت میں خریدی ہوئی قیمت سے کم میں فروخت نہ کرے؛ کیونکہ یہی العینۃ (یعنی سود کی ایك قسم) ہے " انتہی.

واللہ اعلم .